السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ڈیرہ غازی خاں سے محمد اسحاق لکھتے ہیں کہ میت کے لیے ایصال ثواب کی خاطر قرآن خوانی کے جواز پر مندرجہ ذیل روایت کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے، اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

جو شخص قبرستان سے گزرتے وقت گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اسے مردوں کی تعداد کے مطابق ثواب دیا جائے گا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

(اس خودساختہ حدیث کو علامہ اسماعیل عجلونی نے التاریخ للرافعی کے حوالہ سے بلاسند نقل کیا ہے۔ (الکشف: 2/282

پھر اس پر کسی قسم کا تبصرہ کرنے کی بجائے اس پر سکوت اختیار فرمایا ہے، حالانکہ کتاب کا موضوع لوگوں میں زبان زدعام اور مشہور روایات سے پردہ اٹھانا ہے، اس تساہل کے پیش نظر بعض اہل نے اس روایت کو صحیح تسلیم کرکے اس پر ایک مسئلہ (میت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچتا ہے) کی بنیاد رکھ دی، چنانچہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں یہی روایت دار قطنی کے حوالہ سے نقل کرکے بطور حجت پیش کی گئی ہے۔ (حاشیہ طحطاوی 342:)

(مولانا ابو الاعلیٰ مودودی رحمة اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ (تفہیم القرآن: 5/216

ہمارے ناقص علم کے مطابق یہ روایت بالکل من گھڑت ہے، تلاش بسیار کے باوجود ہمیں روایت سنن دار قطنی میں نہیں مل سکی، یقیناً یہ روایت دار قطنی میں نہیں ہے۔ بلکہ اسے ابو محمد الخلال نے بایں بیان کیا ہے: عن نسخة عبداللہ بن احمد بن عامر عن ابیہ عن علی الرضا عن ابائہ۔ (القراءة علی القبور: 201/2)

(جس نسخہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے، وہ پورے کا پورا موضوع روایات کا پلندہ ہے، جیسا کہ حافظ امام ذہبی رحمة اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ (میزان الاعتدال: 2/390

حافظ ابن حجر رحمة اللہ علیہ نے لسان المیزان میں اس کی تصدیق کی ہے، یہ عجیب بات ہے کہ علامہ سیوطی رحمة اللہ علیہ نے اس بے اصل روایت کو ''ذیل الاحادیث الموضوعہ'' میں بیان کرنے کے باوجود اپنے ایک رسالہ میں اسے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ چنانچہ اسے ابو محمد سمرقندی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے باوصف اس کا پورا پورا دفاع کیا ہے، وہ بطور دلیل مندرجہ ذیل دو مزید روایات بیان کرتے ہیں:

(الف) جو شخص قبرستان میں داخل ہوکر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور سورۃ تکاثر پڑھے اور کہے کہ میں نے اس کی تلاوت کا ثواب اس قبرستان میں مدفون اہل اسلام کو بخش دیا ہے تو وہ مردے قیامت کے دن اللہ کے حضور اس کی سفارش کریں گے۔

(ب) جو شخص قبرستان میں داخل ہوکر سورۃ یاسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ مردوں پر عذاب میں تخفیف کردیتا ہے اور مردوں کی تعداد کے مطابق پڑھنے والے کو نیکیاں دیتا ہے۔ (شرح الصدور: 130)

(علامہ سیوطی رحمة اللہ علیہ اس قسم کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ روایات اگرچہ ضعیف ہیں تاہم اس مجموعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کچھ بنیاد ضرور ہے۔ (شرح الصدور: 130

لیکن دین اسلام میں مسائل شرعیہ کی بنیاد اس طرح کی موضوع اور من گھڑت روایات پر نہیں رکھی جاسکتی چنانچہ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری، علامہ سیوطی کی یہ ''بنیاد'' بایں الفاظ منہدم کرتے ہیں: یہ ضروری نہیں کہ ضعیف احادیث کے ہر مجموعہ کی کوئی اصل بھی ہو۔ (تحفة الاحوذی: 2/126)

علامہ مبارک پوری نے بالکل صحیح فرمایا ہے، کیونکہ ضعیف احادیث کی گھٹیا اور بدترین قسم موضوع روایت کو کسی مسئلہ کی بنیاد نہیں قرار دیا جاسکتا، جمہور محدثین تو مطلق طور پر ضعیف روایت کو قابل عمل نہیں سمجھتے، البتہ بعض اہل علم کا اصرار ہے کہ فضائل اعمال میں (اعمال میں نہیں) ضعیف حدیث قابل حجت ہے، وہ بھی مشروط طور پر اور وہ شرائط حسب ذیل ہیں:

روایت میں شدید قسم کا ضعف نہ ہو، یعنی اس کے بیان کرنے والا کوئی راوی کذاب یا جھوٹ بولنے کے متعلق تہمت زدہ ہو جبکہ زیر بحث روایات خودساختہ ہیں۔

نفس مسئلہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہو، البتہ اس کی فضیلت بیان کرنے میں ضعیف روایت کا سہارا لیا جاسکتا ہے، جبکہ زیر بحث مسئلہ سرے سے ثابت ہی نہیں ہے۔

روایت میں بیان شدہ حکم کسی عقیدہ یا عبادت سے متعلق نہ ہو، نیز اس روایت کو بیان کرتے وقت اس کی نسبت براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ کی جائے بلکہ "روی" جیسے الفاظ سے بیان کی جائے۔

مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط بھی ان روایات میں نہیں پائی جاتی بلکہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں قرآن خوانی ہو سکتی ہے ، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق ایک واضح فرمان ہے کہ (اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (بلکہ ان میں قرآن کی تلاوت کرتے رہا کرو) کیونکہ جس گھر میں سورۃ بقرۃ کی تلاوت ہوگی وہاں شیطان بھاگ جاتا ہے ۔ (صحیح مسلم : کتاب الصلوۃ

محدثین کرام نے قبرستان میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنے پر اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے ، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث کو قبرستان میں نماز نہ پڑھنے کے لئے دلیل بنایا گیا ہے ، گھروں میں نماز پڑھا کرو انہیں قبرستان نہ بناؤ (۔ (صحیح مسلم : کتاب الصلوۃ

مروجہ قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے قائلین کی کل کائنات یہی ہے جو ہم نے بیان کر دی ہے ، اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں اس طرح کے "سہاروں" پر کسی شرعی حکم کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے ؟ بعض اہل علم نے عقل وقیاس اور زور بیان سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ، چنانچہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آدمی جس طرح مزدوری کر کے مالک سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کی اجرت میری بجائے فلاں شخص کو دے دی جائے ، اس طرح وہ کوئی نیک عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کر سکتا ہے کہ اس کا اجر میری طرف سے فلاں شخص کو عطا کر دیا جائے ، اس میں بعض اقسام کی نیکیوں کو مستثنیٰ کرنے اور بعض اقسام کی نیکیوں تک (اسے محدود رکھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے ۔ (تفہیم القرآن : 5/216

حالانکہ اس طرح شرعی مسائل عقل وقیاس سے نہیں بلکہ صریح اور واضح نصوص سے ثابت ہوتے ہیں ، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقلی مفروضے کا خوب جواب دیا ہے ، چنانچہ سورۃ نمبر 53 سورۃ نجم آیت نمبر 39 کی تفسیر میں لکھتے ہیں : انسان کے لیے کچھ نہیں مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے ، اس آیت سے امام شافعی اور اس کے متبعین نے استنباط کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا کیونکہ یہ مردوں کا عمل وکسب نہیں ہے ، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کا حکم نہیں دیا اور نہ اشارۃ یا صراحتاً اس کی راہنمائی فرمائی ہے اور نہ ترغیب دی ہے ، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ منقول نہیں ہے ۔ اگر میت کے لیے قرآن خوانی کوئی کار خیر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سعادت کو حاصل کرنے کے لیے ہم سے پیش پیش ہوتے ، عبادات اور اعمال خیر میں صرف نصوص پر انحصار کیا جاتا ہے ، عقل وقیاس کو اس میں قطعاً کو (ئی دخل نہیں ، ہاں دعا اور صدقہ وخیرات کے متعلق شارع علیہ السلام کی طرف سے واضح نصوص ہیں کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ۔ (تفسیر ابن کثیر : 4/305

میت کو ثواب پہنچانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کی نشاندہی کی ہے ان میں قرآن خوانی کا ذکر نہیں اور نہ ہی اس کا وجود عہد صحابہ اور تابعین میں ملتا ہے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد : 1 صفحہ : 173